اداریہ

امام احمد رضا عالم اسلام کی عبقری شخصیت

تجدیدی، اصلاحی اور علمی خدمات کے تناظر میں

محمد ظفر الدین برکاتی

انسانی زندگی کے لیے والدین، گھریلو زندگی اور ارد گرد کے ماحول، ایک ایسی درس گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں جو تادیر اپنے اثرات قائم رکھتے اور زندگی کی آخری گھڑی تک اپنی موجودگی کا احساس دلاتے رہتے ہیں۔

چنانچہ معیار سنیت، امام اہل سنت امام احمد رضا خاں قادری، ۱۲۷۲ھ، ۱۸۵۶ء - ۱۳۴۰ھ، ۱۹۲۱ء) ایک ایسے علمی، فکری اور عشق مصطفوی سے سرشار خاندان میں پیدا ہوئے، جہاں درس و تدریس، وعظ و تقریر، فقہ و افتا، نعت نویسی و نعت خوانی اور سب سے زیادہ تحریر و انشا اور تصنیف و تالیف کا لازمی رواج بلکہ خاندانی دستور تھا۔ اس لیے آٹھ سال کی انتہائی کم عمر میں ہی "ہدایت النحو" کی عربی شرح لکھنا، تیرہ سال کی قلیل عمر میں حمد و ہدایت کی تعریف و توصیف میں بزبان عربی کوئی رسالہ تحریر کرنا اور چودہ سال کی عمر میں ہی رضاعت کا پہلا اور مشکل مسئلہ حل کرنے کے بعد آپ کو مسند افتا و قضا پر فائز کیا جانا کوئی بہت بڑا کمال نہیں۔

بلکہ کمال تو یہ ہے کہ ایک دستوری اور قلمی خاندان کا فرد ہونے کے باوجود اپنے خاندان کے موقر اور پیش رو عظیم علمائے اسلام کی بہ نسبت آپ نے تن تنہا وہ حیرت انگیز، تاریخ ساز اور ایسے قرآنیات و اسلامیات خیز علمی کارنامے اور خدمات انجام دیے، جنھوں نے آپ کے پیش رووں کی مذہبی خدمات کو نظروں سے گویا اوجھل کر دیا، بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ آپ کے علوم و فنون سے فیض یاب ہونے والے آپ کی ہمہ جہت شخصیت کے ارد گرد اس طرح محصور ہو گئے کہ اب آپ کے پیش رووں کی خدمات اور سرگرمیوں کو تقریباً بھول گئے۔ یہ ان کی بہت بڑی بھول، ناانصافی یا اختیاری غلطی نہیں بلکہ انسانی فطرت کی مجبوری ہے۔

اس لیے کہ آپ کی وہ ذاتی خدمات اور آپ کے وہ علوم و فنون جن سے عرب و عجم، روم و شام اور تمام اسلامی ممالک نے استفادہ کیا اور فیض یاب ہوئے اور جن کارناموں کی بدولت آپ "مجدد مأۃ حاضرۃ" اور "مصلح امت مسلمہ" کے عظیم منصب پر سرفراز کیے گئے، ان میں اتنی گیرائیت، ہمہ جہتی اور ہمہ گیریت تھی جس نے پوری دنیا کے ایک بڑے حصے کو اپنی طرف اس طریقے سے یک لخت متوجہ کر لیا کہ وہ دوسری طرف سے گویا ذہولی غفلت کے شکار ہو گئے، پھر یہ ذہولی غفلت انتہائی عقیدت میں بدل گئی اور عقیدت و ارادت کا یہ گھیرا اتنا تنگ بلکہ تنگی کی یہ مدت، اس قدر دراز ہو گئی کہ تقریباً نصف صدی صرف عقیدت کیشی اور انتہائی ارادت مندی کے نتیجے میں پیدا شدہ فروعی اختلافات کی گتھیوں کو سلجھانے میں صرف ہو گئی۔ اس درمیان میں شاید یہ احساس بھی جاتا رہا کہ عقیدت مندی کے تقاضے اور مطالبات اصلی کیا ہیں اور ہم ابھی کس حال میں ہیں؟

لیکن بیسویں صدی کے اواخر میں بیدار مغز، روشن فکر اور حساس افراد نے یہ احساس کر لیا کہ یہ اپنے معتقد اور قائد کی پیروی نہیں جسے ہم کر رہے ہیں، بلکہ ان کی پیروی تو یہ ہے کہ ہم اس حقیقت کو سمجھیں کہ چوں کہ جس خطرناک اور علمی و فکری اور عقائد کے بحرانی دور سے گزر رہے تھے اور آپ نے جس سرزمین میں اپنی اصلاحی اور تجدیدی سرگرمیوں کو جاری رکھا، اس وقت تجدیدی اور اصلاحی اسلحوں کی سخت کمی تھی، ساتھ ہی اسلحہ استعمال کرنے والے افراد کی جو تعداد تھی وہ بھی بہت کم اور وسائل کی صورت حال تو جگ ظاہر ہے۔ اس لیے ذاتی کوششوں سے جو کچھ ہو سکتا تھا اسے امام احمد رضا خاں قادری نے حتی المقدور کر دکھایا۔

لہٰذا آج ہماری مذہبی، اخلاقی اور منصبی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ ہم ان کے تیار کردہ ہتھیاروں کو اپنائیں، ان کو ان کے استعمال کی جگہوں تک پہنچائیں اور پھر ان کی خدمات اور فکری و قلمی سرمایے کو ساری دنیا میں عام سے عام تر کرنے کی عملی کوششیں تیز کر دیں، تب تو ان سے عقیدت و ارادت کے تقاضے اور مطالبات، کما حقہ ادا ہو سکتے ہیں۔

الحمد للہ! آج ہمارے درمیان مخلص افراد کی ایک اچھی جماعت تر

ہوکر ان مقاصد کو عملی طور پر حقیقت کا لبادہ اوڑھانے کا عزم مصمم کرکے میدان عمل میں اتر چکی ہے۔ خدائے تعالیٰ انھیں غیب سے مزید اسباب و ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

امام احمد رضا خاں قادری کی تصنیفات و تحقیقات اور مختلف چھوٹے بڑے رسائل کو موضوع، فن اور زبان کی تفصیل کے ساتھ راقم الحروف نے جب مطالعہ کرنا شروع کیا تو اندازہ ہوا کہ تحقیق سے معلوم ان کی آٹھ سو سے زائد کتابوں میں اب تک مارکیٹ میں آدھی کتابیں بھی دستیاب نہ ہو پائیں ہیں۔ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اپنوں میں تھوڑے سے بھی اختلاف کے نتیجے میں آئے دن ڈھیروں کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

بہر کیف اب ہم بطور حاصل مطالعہ امام احمد رضا خاں قادری کی تصنیفات و تالیفات کو موضوعات، زبان اور فنون کی تفصیلات کے ساتھ پیش کرنے سے پہلے دو طریقے سے ان کا سرسری تعارف کرا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی تمام تر تصنیفات چار قسم کی ہیں:

۱۔ خاص تصنیفات: جن کے نام تاریخی، عربی اور مسجع ہیں۔
۲۔ خاص تصنیفات: جن کے تاریخی، عربی، یا مسجع نہیں ہیں۔
۳۔ فرمائشی تصنیفات: آپ کے اصحاب و احباب کی، جن کے نام تاریخی، عربی اور زیادہ تر مسجع ہیں۔
۴۔ وہ تصنیفات یا تالیفات: جن کی آپ نے اصلاح کی، ان کے زیادہ تر نام تاریخی، عربی یا مسجع نہیں ہیں۔

آپ کی تصنیفات کی ضرورت و حاجت کے اعتبار سے بھی چار قسمیں ہوتی ہیں:

۱۔ مستقل تصنیف: جو باضابطہ پروگرام اور اہتمام کے ساتھ لکھی گئی۔
۲۔ مستقل تصنیف: جو فوری ضرورت کے تحت مفصل اور مبسوط لکھی گئی۔
۳۔ مستقل و مفصل رسالہ یا کتابچہ: جو کسی خاص کے موضوع تحت کسی سوال یا استفتا کے جواب میں اہتمام سے لکھا گیا اور اس کا مفصل جواب ایک مستقل رسالہ بن گیا۔
۴۔ ضمنی رسائل یا کتابچے: جو کسی سوال یا استفتا کے جواب میں لکھے گئے مگر ان کی افادیت و ضرورت کے پیش نظر انھیں مستقل رسائل یا کتابچوں کی شکل میں شائع کر دیا گیا۔

رسائل تقریباً فتاویٰ رضویہ قدیم (۱۲ جلدیں) اور جدید (۳۰ جلدیں)

میں اب تک شامل ہوکر شائع ہو چکے ہیں اور اپنے موضوعات کے ساتھ منسلک و منطبق کر دیے گئے ہیں۔ یہ چیز بھی مخفی نہ رہے کہ اعلیٰ حضرت کے معتمد شاگرد و خلیفہ اور آپ کے تمامی حالات کے جامع، ملک العلما علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ (۱۳۰۳ھ-۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) نے بہت ہی احتیاط تحقیق اور انتہائی تلاش و جستجو کے بعد چھ سو سے کچھ زائد کتابوں کے نام ذکر کیے ہیں اور ہم ان کی تالیف "حیات اعلیٰ حضرت" حصہ دوم کی ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل تصنیفات و تالیفات رضا کی تفصیلی فہرست کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔ سب سے پہلے ان علوم و فنون کا تذکرہ کرتے ہیں جن پر اعلیٰ حضرت کو کامل دستگاہ حاصل تھی جو ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری نے ذکر کیا ہے۔

نمبر شمار	نام علوم و فنون	اردو	عربی	فارسی	کل تعداد کتب
۱	علم فقہ	۱۰۱	۴۱	۸	۱۵۰
۲	علم اصول فقہ	۵	۳	۲	۹
۳	علم عقائد	۱۹	۱۳	۹	۳۱
۴	علم کلام	۱۱	۴	۲	۱۷
۵	علم تفسیر	۳	۳		۶
۶	علم حدیث	۹	۲		۱۱
۷	علم اصول حدیث	۵	۳	۱	۸
۸	علم الفرائض	۳	۱	۱	۴
۹	علم تجوید	۲		۱	۳
۱۰	علم رسم خط قرآن		۱		۱
۱۱	علم تاریخ		۳		۳
۱۲	علم لغت		۳		۲
۱۳	علم مناظرہ	۱	۸		۱۸
۱۴	علم تکسیر		۱		۱
۱۶	علم الوفق		۱	۱	۲
۱۶	علم التوقیت	۵	۱	۱	۷
۱۷	علم ہیئت		۲	۱	۳
۱۸	علم الحساب			۱	۱
۱۹	علم ارثماطیقی		۱	۲	۳
۲۰	علم ریاضی		۲	۱	۳

۲۱	علم الہندسہ		۱	۲	۳
۲۲	علم جبر ومقابلہ			۱	۱
۲۳	علم زیجات			۱	۱
۲۴	علم الجفر		۱		۳
۲۵	علم النجوم				۱
۲۶	علم الادب العربی	۵	۳	۱	۹
۲۷	علم سیر	۳			۳
۲۸	علم تصوف	۲			۳
۲۹	علم سلوک	۲			۲
۳۰	علم اخلاق	۲			۲
۳۱	علم المناقب	۱۱	۵	۳	۱۸
۳۲	علم الفضائل	۲۱	۹		۳۰
۳۳	علم ترغیب وترہیب	۲۱			۲۱
۳۴	علم اذکار		۲	۳	۵

۳۴ مستقل علوم وفنون پر مشتمل یہ ۳۵۲ کتابیں ہوئیں۔ اس تعلق سے علامہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے:

''یہ ۳۴ علوم وفنون مروجہ وغیر مروجہ، درسیہ وغیر درسیہ، مشہورہ وغیر مشہورہ جن میں اکثر نہیں تو بعض کے نام سے بھی علمائے زمانہ واقف نہیں، اس علم وفن سے واقفیت تو کجا۔ اور اعلیٰ حضرت کے اعلیٰ درجہ کمال کی دلیل ہے کہ اتنے علوم وفنون سے نہ صرف واقف بلکہ اس میں ماہر وکامل بلکہ صاحب تصنیف۔ ان کے علاوہ پانچ تصنیفات وتالیفات ایسی ہیں جن کا کسی خاص فن یا علم سے تعلق نہیں بلکہ وہ عام امور اور دیگر ضروریات زندگی سے متعلق ہیں۔'' (حیات اعلیٰ حضرت ۲/۱۰۴ مطبوعہ ممبئی رضا اکیڈمی)

علامہ عبدالمبین صاحب نعمانی نے اس طرح کی تمام تصانیف اپنی کتاب ''تصانیف امام احمد رضا'' میں ''معلومات عامہ'' کے عنوان سے نصائح و مواعظ، ملفوظات، مکتوبات اور خطبات کی ذیلی سرخیوں کے ساتھ کل ۱۲ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے کتاب مذکور ص ۳۹)

اب آپ کی ان تصنیفات کا ذکر کیا جاتا ہے جو آپ کی مجاہدانہ و مجددانہ شان وشوکت اور دیگر مذاہب و ادیان یا فاسد و باطل افکار و نظریات پر آپ کی گہری نظر اور کامل بصیرت کی روشن دلیل ہیں:

نام	تعداد	نام	تعداد
۱۔ رد عیسائیت ویہودیت	۳	۲۔ رد نیچریہ	۷
۳۔ رد آریہ	۲	۴۔ رد قادیانی	٦
۵۔ رد روافض	٦	٦۔ رد ہنود	۱
۷۔ رد نواصب	۱	۸۔ رد وہابیہ	۷٦
۹۔ رد غیر مقلدین	۲٦	۱۰۔ رد ندوہ	۱۷
۱۱۔ رد مفسقہ	۷	۱۲۔ رد تفضیلیہ	۷
۱۳۔ رد متصوفہ	۲	۱۴۔ رد مولوی اسماعیل	۱۰
۱۵۔ رد نانوتوی	۱۴	۱٦۔ رد گنگوہی	۲۵
۱۷۔ رد تھانوی	۹	۱۸۔ رد مولوی نذیر حسین	٦

باطل مذاہب وفرق، فاسد افکار ونظریات، اسلام دشمن تحریکات و تنظیمات اور منافق ومفسد افراد واشخاص کی تردید میں لکھی گئی ان کتابوں کی تعداد ۲۳۳ ہوتی ہے، اس اعتبار سے آپ کی تصنیفات وتالیفات کی تعداد اب ۵۹۰ ہوجاتی ہے۔ اس سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ امام احمد رضا خاں قادری کس قدر متحرک وفعال، وسیع المطالعہ، کتنے عظیم اور متبحر عالم ومفتی اور محقق تھے۔ انھوں نے اپنی مختصر سی زندگی میں ملک کے مختلف علاقوں میں ہنگامی جلسوں، علمی مجالس، خصوصی نشستوں اور دیگر مصروفیات میں بھرپور حصہ لینے کے باوجود اتنی زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں کہ اگر کتابوں کی ان صفحات کو آپ کی زندگی کے شب وروز پہ تقسیم کیا جائے تو زندگی کی ابتدائی گھڑی تک بھی مصروفیات کی ایسی متحرک تاریخ نظر آئے گی کہ آنکھیں خیرہ ہوجائیں اور ہر حقیقت پسند انسان حیرت زدہ رہ جائے اور آپ کی ذات وشخصیت کی ہمہ گیر اور ہمہ جہت خدمات کا صدق دل سے معترف ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔

ابھی حال ہی میں علامہ عبدالمبین نعمانی صاحب کی گراں قدر تصنیف ''تصانیف امام احمد رضا'' کے نام سے ۲۰۰۲ میں رضا اکیڈمی ممبئی نے شائع کی ہے۔ جس میں امام احمد رضا خاں قادری کے ۵۱ علوم وفنون میں ٦۸۳ تصنیفات، رسائل حواشی وتعلیقات کی اسمائے کتب، زبان، تعداد کتب، مطبوعہ وغیر مطبوعہ، سن تصنیف، اور طباعتی ادارے کی مکمل تفصیل کے ساتھ ''موضوعاتی فہرست'' پیش کی گئی ہے۔ نیز ان پر لکھی گئیں کتابوں کی بھی فہرست پیش کی گئی ہے جو ''رضویات'' کے حوالے سے تحقیقی کام کرنے والے اہل علم وقلم، ریسرچ اسکالرز اور محققین کے لیے ''مشتعل راہ تحقیق'' اور گراں قدر گائیڈ بک کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسے ہم علامہ بہاری کے سال تصنیف کے اعتبار سے تصنیفات رضا کی ''نقش اول'' ''المجمل المعدد'' کی تکمیلی فہرست بھی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اسے تمام تصانیف رضا کی مکمل فہرست اب بھی نہیں کہا جاسکتا۔ جیسا کہ اس کا اعتراف خود مؤلف موصوف نے بھی کیا

ہے۔وہ "تقدیم" کے تحت لکھتے ہیں:

"جن جن (کتابوں) کا بآسانی علم (تلاش وجستجو کے درمیان) ہوا، ان کو شامل فہرست کرلیا۔لہٰذا اس فہرست میں جو کتاب نہ پائیں یہ سمجھیں کہ مجھے ان کا علم نہ ہوسکا یا سہواً ان کا نام درج ہونے سے رہ گیا، قارئین سے التماس ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کوئی کتاب جو اس میں نہ پائیں وہ اور اعلیٰ حضرت پر جو کتابیں لکھی گئیں ان میں کوئی کتاب آپ کے علم میں ہو تو اطلاع دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کو شامل کرلیا جائے۔" (المصنفات الرضویہ یعنی تصانیف امام احمد رضا ص، ۷، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی) سید وجاہت رسول قادری پاکستان، مدیر ماہنامہ "معارف رضا" پاکستان نے بھی تصانیف وحواشی رضا کی باعتبار حروف تہجی ایک تفصیلی فہرست شائع کی ہے جس میں تصانیف کی تعداد ۸۰۰ اور حواشی کی تعداد ۱۲۸ ہے۔انھوں نے فہرست کے اخیر میں مولانا عبدالکریم کے معرفت مولانا عبدالستار ہمدانی کے "تصانیف اعلیٰ حضرت کی فہرست" کا بھی ذکر کیا ہے۔جس میں تصانیف کی تعداد کل ۸۹٦ ہے، لیکن بیچ سے دس پندرہ صفحات کے غائب ہونے کے سبب ساری کتابوں کے اسما ذکر کرنے سے معذرت کی ہے، لیکن خوش آئند بات ہے کہ گم شدہ صفحات کی بازیافت وحصولیابی کے بعد اشاعت کی انھوں نے یقین دہانی فرمائی ہے۔مولانا محمد فاروق خاں رضوی نے بھی اس موضوع پہ ایک کتاب "امام احمد رضا اور ان کی تصانیف" کے نام سے باعتبار علوم وفنون لکھی ہے، اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ "بمطابق تحقیقات جدیدہ ۵۵ علوم وفنون پر تقریباً ۱۳۰۰ تصانیف یادگار چھوڑیں" تاہم انھوں نے بھی اپنی کتاب میں کل ۴۳ علوم وفنون میں کل ٦۴۳ ہی کتابوں کے اسما گنائے ہیں۔

یہاں علامہ نعمانی صاحب کی "تصانیف امام احمد رضا" سے ایک نہایت اجمالی فہرست افادہ قارئین کے لیے پیش کی جاتی ہے تاکہ سابقہ فہرست میں جن علوم وفنون اور متعلقات کا تذکرہ نہیں ہوسکا ہے، ان کی معرفت بھی حاصل ہوجائے۔ قارئین تفصیل کے لیے "المصنفات الرضویہ، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۴ اور ماہنامہ "معارف رضا" سلور جوبلی سالنامہ مطبوعہ پاکستان ۲۰۰۵ ص، ۳۳۹ تا ۳۵۴ کا مطالعہ کریں۔

نمبر شمار	نام علوم	زبان	کل تعداد	مطبوعہ وغیر مطبوعہ
۱	علم اصول تفسیر	عربی	۱	غیر مطبوع
۲	اسانید حدیث	عربی	۲	مطبوع
۳	تخریج احادیث	عربی	۴	غیر مطبوع
۴	جرح وتعدید	عربی	۲	غیر مطبوع
۵	اسماء الرجال	عربی	۷	غیر مطبوع
٦	لغت حدیث	عربی	۱	غیر مطبوع
۷	رسم المفتی	عربی	۳	۱مطبوع ۲غیر مطبوع
۸	علم نحو	عربی	۲	غیر مطبوع
۹	علم صرف	فارسی	۱	غیر مطبوع
۱۰	علم عروض	فارسی	۱	غیر مطبوع
۱۱	علم تعبیر	عربی	۱	غیر مطبوع
۱۲	علم لوگارثم	اردو	۲	۱مطبوع، ۱غیر مطبوع
۱۳	علم مثلث	فارسی	۴	مطبوع
۱۴	علم منطق	عربی	۳	غیر مطبوع
۱۵	علم فلسفہ	۱عربی، ۱۵اردو	٦	۵مطبوع، ۱غیر مطبوع
۱٦	علم تکسیر	۱۳اردو	۴	غیر مطبوع

ان تفصیلات سے ہم اندازہ کرسکتے ہیں کہ امام احمد رضا خاں قادری کی شخصیت یقیناً ایک عالمگیر شخصیت تھی، ان کی خدمات علمی کا دائرہ پوری صدی پر محیط ہے، محققین جس قدر آپ کے بحر علم میں غواصی کرتے ہیں اتنے ہی ان کی علمی جلالت کا اعتراف واظہار کرتے نظر آتے ہیں۔صرف تصانیف کی تعداد کے لحاظ سے ہی دیکھیے تو جس قدر محققین اس سلسلے میں تحقیق کرتے ہیں، آپ کی نئی نئی تصانیف وتالیف کی کھوج نکالتے نظر آتے ہیں۔محقق رضویات پروفیسر مسعود احمد صاحب پاکستان نے اپنی تحقیق سے آپ کی ۵۴ علوم وفنون میں مہارت کو ثابت کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

"فاضل بریلوی نے علوم درسیہ کے علاوہ دیگر علوم وفنون کی تحصیل کی اور بعض علوم وفنون کی تو خود آپ کی طبع سلیم نے رہنمائی کی حضرت بریلوی نے جن علوم وفنون پر دسترس حاصل کی ان کی تعداد ۵۴ سے متجاوز ہوتی ہے۔ہمارے خیال میں عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر آئے گا جو اس قدر فنون وعلوم پر دستگاہ رکھتا ہو۔" (فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص، ٦۹-۷۰)

لیکن آپ کی ان ۵۴ علوم وفنون سے متعلق کل تصنیفات کی تعداد کتنی ہے یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔اس کے دلخراش اسباب ووجوہات پہ علامہ عبدالمبین نعمانی صاحب نے اچھی روشنی ڈالی ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ بعض رسائل جو مخالفین کے رد وابطال میں تھے، وہ انھوں نے

نہایت چابک دستی وفریب دہی سے غائب کر دیا، اس کی دلیل "النھی الاکید" کی گمشدگی ہے۔

۲۔ مخالفین ومعاندین کے علاوہ خود بعض قریبی لوگوں کی غفلت یا حوادث کی وجہ سے بہت سی قیمتی تصانیف ضائع ہو گئیں، جس پر دلیل مزار اعلیٰ حضرت کے سامنے مسجد رضا سے مغرب والا مکان کا منہدم ہو جانا ہے، جس میں بہت سے مخطوطات اور کتب تھیں۔

۳۔ متعدد کتابیں سرقہ کی نذر ہو گئیں۔

۴۔ بعض ناواقفوں نے بہت سی کتابوں کو ردی سمجھ کر ضائع کر دیا۔

۵۔ بہت سی کتابیں بعض لوگ شائع کرنے کی غرض سے لے گئے پھر نہ انھیں شائع کیا اور نہ واپس۔

۶۔ ہنگامہ تقسیم ہند کے وقت بھی افراتفری کی وجہ سے کچھ کتابیں ضائع ہوئیں۔

حضرت نعمانی صاحب آگے رقم طراز ہیں:

"یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کل کتنی کتابیں تصنیف کیں، ایک اندازہ ہے کہ تعلیقات وحواشی کو لے کر کل کتابوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہوگی۔" (المصنفات الرضویہ، یعنی تصانیف امام احمد رضا ص ۲۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

بہر کیف امام احمد رضا خاں کی ان تصنیفی وتالیفی خدمات کو جاننے کے بعد اب ہم اس چیز کا جائزہ لیتے ہیں کہ آخر انھوں نے تحریر وقلم اور تصنیف وتالیف کو ہی دوسری مصروفیتوں پہ حد درجہ عملاً ترجیح کیوں دی۔ تو وجہ ظاہر ہے کہ تدریس وتقریر کا اثر محدود، خام اور بہت جلد ختم ہو جاتا ہے، جب کہ تصنیف وتحریر کا اثر غیر محدود، پختہ اور دائمی ہوتا ہے، رہتی دنیا تک اس کے اثرات باقی رہتے ہیں۔ اس لیے مدرس ومقرر ہزار کامیابیوں اور مختلف علوم وفنون کی روشنی سے جہالت وناخواندگی کی تاریکیوں کو دور کرنے کی کوششوں کے باوجود تادیر اپنے اثرات نہیں چھوڑ پاتے اور ان کے نام سے بھی جلدی کوئی واقف نہیں ہو پاتا کہ وہ کون تھے، کہاں کے تھے اور کن کن علوم وفنون کے ماہر وجامع تھے۔ ہاں اگر یاد رکھے جاتے ہیں اور ان میں کسی کے نام، پتے، خصوصیات وکمالات یا خدمات کا پتہ چلتا ہے تو ایسا صرف دوسرے معاصرین، ان کے اہل قلم شاگردوں یا قابل وحساس اولاد ہی کی بدولت ممکن ہوتا ہے۔

اس تناظر میں دیکھیے تو امام احمد رضا خاں قادری جتنے بڑے عبقری وعظیم عالم دین، دین وشریعت کے بے مثال جانکار، ناموس رسالت کے سچے امین وراز دان اور جتنے بڑے اسلامی مفکر تھے اور جس قدر آپ نے اصلاحی وتجدیدی کارنامے اور عالمانہ وقائدانہ خدمات انجام دیے، اگر خود ان کی ذاتی تصنیفات وتالیفات اور رسائل وفتاوی نہ ہوتے تو شاید دنیا آج انھیں بھلا رہی ہوتی۔ کیونکہ آپ کی ہمہ جہت اور ہمہ گیر شخصیت کو کما حقہ متعارف ومشہور کرانا، آپ کے خلفا، تلامذہ اور دیگر معتقدین کے لیے بہت دیر تک ممکن نہ ہوتا کہ یاد آوری یا یادگاری کے لیے صرف وصف استادگی وغیرہ کافی نہیں۔ بلکہ اس کے لیے ٹھوس بنیاد کا ہونا اشد ضروری ہے اور یہ چیز بدرجہ اتم امام احمد رضا خاں قادری میں موجود تھی۔

یہ ایک ایسی زمینی حقیقت ہے جس سے شاید کسی کو اختلاف نہیں ہونا چاہیے کہ امام احمد رضا خاں قادری نے اپنی ذات وشخصیت کو اپنی تصنیفی وتالیفی، اصلاحی اور تجدیدی ہمہ گیر کارناموں کی صورت میں خود جس طرح پیش کیا ہے اس کو اب تک ہم پوری طرح پھیلانے، واضح کرنے اور حقیقت کی وسیع وعریض زمین پر اتارنے میں کامیاب نہیں ہو پائے ہیں۔ آپ کی تمام تر ذاتی صلاحیتوں ~~عالمانہ خدمات~~ اور تجدیدی کارناموں سے اب تک دنیا کو واقف نہیں کرا سکے ہیں جو ہمارے لیے "لمحہ فکریہ" سے کم نہیں۔

ہم اسے اپنے لیے لمحہ فکریہ اس لیے کہہ رہے ہیں کہ وہ تمام بدنام زمانہ انگریز وظیفہ خوار اور وطن ومذہب دشمن افراد جن کے غلط عقائد ومعمولات، مکر وفریب اور ان کی مکارانہ وعیارانہ سرگرمیوں سے قوم کو آگاہ کرنے کے لیے امام احمد رضا نے تقریباً ۲۲۵ کتابیں لکھیں، تاکہ سارے مسلمان ان نام نہاد گندم نما جو فروش مسلمانوں سے اچھی طرح واقف ہو جائیں، ان سے دور رہیں، یا دنیاوی معاملات میں قریب رہتے ہوئے بھی ان کے رنگ میں رنگ جانے سے بھی محفوظ رہیں۔ انھوں نے اسلامیات ومذہبیات کے نام پر انجام دی گئیں ان کی خدمات میں بنیادی طور سے ہوس پرستی، مفاد پرستی یا اس کی ترویج واشاعت میں ان کا ہاتھ مثبت ہے یا منفی، ان حقائق کا بھی انکشاف کیا۔ لیکن افسوس کہ آج ان بدمذہبوں کے ماننے والوں، حاشیہ نشینوں اور ان کے پیروؤں نے ان کی تمام منفی اور بنیادی طور سے اسلام ووطن مخالف کارستانیوں کو اس طرح مثبت بنا کر پیش کیا ہے کہ امام احمد رضا خاں قادری یا دیگر علمائے اہل سنت کا تعارف نہ کرانے کی وجہ سے وہی ہندوستانی مسلمانوں کے امیر، قائد اور ہر طرح کے پیشوا مانے جاتے ہیں۔ حکومت، دیگر سرکاری شعبے اور دوسرے سرکاری وغیر سرکاری محکمے، صحافتی وغیر صحافتی ادارے اور سیاسی جماعتیں انھیں کو ہی مسلمانوں کا لیڈر اور ترجمان تصور کرتی ہیں اور عملی طور سے اس کا مظاہرہ ہم اپنے ماتھے

کی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں۔

اس حقیقت کے تناظر میں ہمیں امام احمد رضا خاں قادری اور دیگر علمائے اہل سنت کی ذاتیات، شخصیات، خدمات، کارناموں اور افکار و نظریات کو موجودہ وسائل و ذرائع کے ہر اسٹیج سے ان کا تعارف پوری دنیا میں عام کرنے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً امام احمد رضا کی شخصیت اور خدمات کو ان کی تصنیفات کی روشنی میں متعارف کرانے میں تیزی نہیں لائی گئی تو سچ کو جھوٹ پر، حقیقت کو افسانہ پر اور صحیح کو غلط پر فائق ثابت کرنے میں بڑی مشکلات درپیش ہوں گی۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ خصوصاً پاکستان اور عموماً ہندوستان کے چند جگہوں پر اس طرح کی سرگرمیوں پہ منظم طریقے سے زور دیا جانے لگا ہے اور علمی و تحقیقی حلقوں میں امام احمد رضا خاں قادری کی ذات، تجدیدی خدمات اور علمی کارناموں کی دھمک محسوس کی جانے لگی ہے۔ اور عالمی جامعات کے اندر بھی تحقیقات امام احمد رضا کو اجاگر کیا جانے لگا ہے۔ خدائے تعالیٰ ہماری خلوص نیتوں کے بہترین نتائج عطا فرمائے۔ آمین۔

میرے خیال میں اگر امام احمد رضا خاں کی تصنیفات و تالیفات کو جدید انداز میں اس طرح پیش کرنے کی سعی بلیغ کی جائے کہ ان کی عربی، اردو اور فارسی کتابوں کو اردو اور انگریزی میں۔ اردو کتابوں کو عربی، فارسی اور انگریزی میں ترجمہ کرانے کے بعد شائع کیا جائے تو یقیناً ان شاء اللہ دوبارہ ظاہری زندگی میں ان کی موجودگی کا یوں احساس ہونے لگے گا کہ گویا آج بھی ہم ان سے براہ راست استفادہ کر رہے ہیں۔ جنھوں نے ہمیں قرآن و احادیث اور عقائد و معمولات کا وہ اسلامی سرمایہ دے رکھا ہے، جس کا کوئی جواب نہیں۔ یہاں صرف لاجواب کہہ دینا یا لکھ دینا بھی اچھا نہیں لگتا کیوں کہ احسان شناس اور بیدار قوم وہی کہلاتی ہے جو اپنے محسن کے سرمائے کو صحیح اور بے داغ رکھنے کے ساتھ ساتھ ان میں ترقی، زیادتی اور اضافی کی ایسی عملی ترکیب کرے جس سے اصل میں چار چاند لگ جائیں اور دوسرے اس پہ رشک کرنے لگیں۔

موقع کی مناسبت سے المجمع الاسلامی مبارک پور کے بانیان و اراکین کی ''اشاعت تصنیفات رضا'' کے تعلق سے چند اہم اور مفید مشورے و طریقہ کار کا ذکر لائق و مناسب ہے۔ جن پہ عمل شروع ہوئے تو ان شاء اللہ مستقبل قریب میں امام احمد رضا خاں قادری کی شخصیت و خدمات کے عالمگیر تعارف کو نئی جہت اور نئی سمت عطا کرے گا۔

(۱) رسائل اعلیٰ حضرت جن کے اکثر نام تاریخی اور عربی ہیں اور ہندوستان و پاکستان میں ایک ہی رسالہ کئی عرفی ناموں سے شائع ہو رہا ہے، سب کو ایک ہی نام سے چھاپا جائے اور نام بھی بہت غور و خوض کے بعد مختصر و عام فہم رکھا جانا چاہیے۔ اس کے لیے علما کا ایک بورڈ بن جائے یا کوئی ادارہ اس کی ذمہ داری قبول کر لے جو علما سے استصواب کر کے ناموں کو تجویز کرے اور نام ایسا ہو کہ اس کو بدلنے کی نوبت نہ آئے اور نہ بعد والے ناشرین بلاوجہ نام بدلنے کی کوشش کریں، تاکہ عام خریداروں کو دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(۲) ایک ایسی لائبریری لازمی طور سے قائم کی جانی چاہیے، جہاں اعلیٰ حضرت کی جملہ مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف بحفاظت، جدید انداز سے مرتب کر کے رکھی جائیں۔ یوں ہی اعلیٰ حضرت پر لکھی جانے والی کتابیں بھی، تاکہ محققین کو در در پھرنا اور بھٹکنا نہ پڑے، ان کو ضرورت کی ساری چیزیں ایک ہی جگہ مل جائیں اور اس راہ میں انھیں آسانیاں فراہم ہوں۔ (المصنفات الرضویہ ملخصاً تقدیم از علامہ عبدالمبین نعمانی ص، ۱۶-۱۷)

خوشی کی بات ہے کہ دارالقلم دہلی کے ایک اہم ذیلی شعبہ ''موسسۃ الدراسات الرضویہ'' (امام احمد رضا فاؤنڈیشن) کے تحت اس کام کا آغاز ہو چکا ہے اور ملک اور بیرون ملک کی لائبریریوں سے رابطہ کیا جانے لگا ہے، اس تعلق سے احباب اہل سنت تمام ممکنہ طریقوں سے اس کے اس تاریخ ساز قدم کا بھرپور عملی تعاون کریں۔

(۳) اہل سنت کا فریضہ ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کو تجدیدی، اصلاحی اور علمی خدمات کو تحقیق و تزئین کے ساتھ منظر عام پر لائیں تاکہ عقائد و اعمال کی اصلاحی خدمت کے ساتھ اہل تحقیق کے دیدہ و دل کی ضیافت کا بھی سامان ہو سکے۔ اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے اخلاص و محنت اور ایثار و قربانی سے کام لیا جائے تو یقیناً اہل علم و اہل ثروت کی مشترکہ جدوجہد سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے ایک وسیع و مضبوط علمی ادارہ کے قیام کی بھی اشد ضرورت ہے۔ (المصنفات الرضویہ ملخصاً تقریب از علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی ص، ۲)

(۴) ''امام اہل سنت کے علمی جواہر پاروں کو اردو کے علاوہ عربی، فارسی، ترکی، پشتو، سواحلی، فرانسیسی، ڈچ، انگریزی، ہندی، بنگلہ اور دنیا کی مشہور زبانوں میں بھی منتقل کیا جائے تاکہ اب تک جنھوں نے اعلیٰ حضرت کو نہ جانا وہ جان لیں۔ جنھوں نے نہ سنا وہ سن لیں۔ جنھوں نے نہ دیکھا وہ دیکھ لیں اور جنھوں نے سمجھ کر بھی حقیقت کا انکار کیا، وہ حق و صداقت کی غیر مرئی قوت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں۔'' (امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، کلمۂ آغاز ص، ۱۱، از علامہ یٰسین اختر مصباحی۔ مطبوعہ دارالقلم دہلی ۲۰۰۶)

☆☆☆